اردو

کمال الدین
و تمام النعمۃ

للشیخ الجلیل الأقدم

الصدوق

ابی جعفر محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ القمی

المتوفی سنہ ۳۸۱

ناشر

الکساء پبلیشرز

آر۔ ۱۵۱ سیکٹر ۵ بی ۲ نارتھ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب	کمال الدین وتمام النعمہ
تالیف	شیخ الصدوق علیہ الرحمہ
تصیح و تحقیق	علی اکبر غفاری
ترجمہ	گروہ مترجمین
نظر ثانی	سید عطا محمد عابدی
تزئین	سید فیضیاب علی رضوی
کمپوزنگ	شگفتہ کمپوزنگ اینڈ گرافک سینٹر
اشاعت اول	اگست 1999ء ربیع الثانی 1420 ھ
اشاعت دوئم	جولائی 2002 ربیع الثانی 1423 ھ
تعداد	ایک ہزار
قیمت	۳۰۰ روپے

الکساء پبلیشرز

آر ۔ ۱۵۹ سیکٹر ۵ بی ۲ نارتھ کراچی

کی وفات اور آپؑ کے روضہ کے مقام کو ظاہر کرکے اور حضرت علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کے آپؑ کے بعد امرِ امامت سنبھالنے اور آپؑ کی امامت کی نشانیوں کو ظاہر ہونے اور اس کے ساتھ آپؑ کے آباء طاہرین سے نص اور روایاتِ صحیحہ کے وارد ہونے کے ذریعے ان کے قول کے باطل ہونے کو ثابت کردیا۔

بعض روایات جو امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام کی وفات کے بارے میں ہیں

ان روایات میں سے ایک وہ ہے جسے مجھ سے بیان کیا محمد بن ابراہیم بن اسحاق رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد بن عمّار نے انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے حسن بن محمد قطعی نے انہوں نے حسن بن علی نخّاس عدل سے انہوں نے حسن بن عبدالواحد خزاز سے انہوں نے علی بن جعفر سے انہوں نے عمر بن واقد سے انہوں نے کہا۔ سندی بن شاھک نے ایک رات مجھے بلا بھیجا جبکہ میں بغداد میں رہتا تھا مجھے خوف لاحق ہوا کہ کہیں وہ مجھے نقصان پہنچانے کا ارادہ تو نہیں رکھتا اس لئے اپنے اہل و عیال کو وصیت کی اور کہا **اناللّٰہ وانا الیہ راجعون** اور اس کے بعد میں اس کی طرف روانہ ہوا۔ جب اس نے مجھے آتے ہوئے دیکھا تو کہا۔ اے ابو حفص شاید ہم نے تمہیں خوفزدہ اور مرعوب کردیا تھا میں نے کہا ہاں پھر اس نے کہا اے ابو حفص کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تمہیں کیوں بلایا ہے میں نے کہا نہیں اس نے کہا کیا تم موسیٰ بن جعفرؑ کو جانتے ہو میں نے کہا ہاں خدا کی قسم میں انہیں پہچانتا ہوں۔ اور میرے اور ان کے درمیان ایک عرصہ سے دوستی چلی آرہی ہے۔ اس نے کہا: یہاں بغداد میں کون لوگ انہیں پہچانتے ہیں جن کی بات معتبر اور قابل قبول ہے؟ میں نے بعض گروہوں کا نام لیا اور اس وقت میرے دل میں یہ بات آئی کہ آپؑ وفات پاچکے ہیں۔ اس کے بعد اس نے ان کو بلا بھیجا اور انہیں حاضر کردیا گیا جس طرح مجھے حاضر کیا گیا تھا۔ پھر ان سے کہا: کیا تم لوگ ان لوگوں کو جانتے ہو جو موسیٰ بن جعفرؑ کو پہچانتے ہیں۔ ان لوگوں نے ایک گروہ کا نام لیا پھر انہیں بلا بھیجا اور یوں صبح تک پچاس مرد سے زیادہ اس گھر میں جمع ہوگئے جو موسیٰ کاظمؑ کو پہچانتے تھے اور ان کی صحبت سے شرفیاب ہوتے تھے۔ وہ کہتے ہیں: اس کے بعد سندی اٹھا اور اندر چلا گیا اور ہم نے نماز پڑھی۔ اب اس کا منشی ہاتھ میں ایک لمبا صحیفہ لے کر آیا اس پر ہمارے نام، پتے اور پیشے لکھ لئے اس کے بعد وہ سندی کے پاس گیا۔ وہ کہتے ہیں اس کے بعد سندی نکلا اور اپنے ہاتھ سے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے مجھ سے کہا اے ابا حفص اٹھ کھڑے ہوجاؤ پس میں اپنی جگہ سے اٹھا اور میرے ساتھی بھی اٹھ گئے اور ہم (جیل میں) داخل ہوگئے۔ اس نے مجھ سے کہا: اے ابا حفص موسیٰ ابن جعفرؑ کے چہرے (مبارک) سے کپڑا ہٹاؤ۔ میں نے کپڑا ہٹایا تو دیکھا کہ آپؑ وفات پاچکے ہیں پس میں رویا اور میں نے **اناللّٰہ و انا الیہ راجعون** کہا اس کے بعد اس نے اس گروہ سے کہا: ان کو دیکھو پس ایک ایک کرکے سب

آگے بڑھے اور آپؑ کی زیارت کی ۔ پھر اس نے کہا سب لوگ یہ گواہی دیتے ہو کہ یقیناً یہی موسیٰ بن جعفر بن محمدؑ ہیں سب نے کہا: ہاں ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپؑ موسیٰ بن جعفرؑ بن محمدؑ ہیں ۔ پھر اس نے ایک غلام سے کہا: اے غلام ان کی شرم گاہ پر کوئی رومال ڈالدو اور ان کے جسم کو برہنہ کردو ۔ پس اس نے ایسا ہی کیا ۔ پھر ہم سے کہا: کیا تم ان کے جسم پر کوئی ایسی چیز دیکھ رہے ہو جس کو تم برا سمجھتے ہو ؟ ہم نے کہا نہیں ہم ان پر کوئی ایسی چیز نہیں دیکھ رہے ہیں اور ہم صرف یہ دیکھ رہے ہیں کہ آپؑ وفات پاچکے ہیں ۔ اس نے کہا: پس تم یہاں سے نہیں جاؤگے جب تک تم انہیں غسل نہیں دوگے اور میں انہیں کفن پہنا کے دفن نہ کردوں ۔ وہ کہتے ہیں پس ہم وہیں رکے رہے جب تک آپؑ کو غسل و کفن دے کر آپؑ کا جنازہ اٹھایا نہیں گیا پھر سندی بن شاہک نے ان پر نماز پڑھی اور ہم نے آپؑ کو دفن کیا اور اپنے گھروں کو واپس لوٹے ۔ پس عمر بن واقد کہتا ہے: کوئی بھی موسیٰ بن جعفرؑ کے بارے میں مجھ سے زیادہ جاننے والا نہیں ہے ۔ پس تم لوگ یہ کیسے کہہ رہے ہو کہ وہ زندہ ہیں جبکہ میں انہیں دفن کرچکا ہوں ۔

ہم سے بیان کیا عبدالوحد بن محمد العطارؒ نے اس نے کہا کہ بیان کیا ہم سے علی بن محمد بن قتنیبہ نے انہوں نے حمدان بن سلیمان نیشاپوری سے انہوں نے حسن بن عبداللہ صیرافی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے کہا: موسیٰؑ بن جعفرؑ سندی بن شاہک کے ہاتھوں وفات پاگئے اس کے بعد آپؑ کو ایک تابوت پر اٹھایا گیا اور یہ اعلان کردیا کہ یہ رافضیوں کے امام ہیں پس تم پہچان لو ۔ جب آپؑ کے تابوت کو فوجیوں کے درمیان لایا گیا تو اس کو چار آدمیوں نے اٹھایا اور یہ آواز دینے لگے: آگاہ ہوجاؤ! لوگو جو خبیث کے خبیث بیٹے موسیٰؑ بن جعفرؑ کو دیکھنا چاہے تو وہ باہر نکلے پس سلیمان بن ابو جعفر اپنے محل سے نہر کی طرف نکلا تو چیخ و پکار اور شور و غل سن لیا اس نے اپنے بیٹوں اور غلاموں سے پوچھا: یہ کیا ہے ؟ انہوں نے کہا: سندی بن شاہک موسیٰؑ بن جعفرؑ کے جنازے پر شور و غل کررہا ہے ۔ پس اس نے اپنے بیٹوں اور غلاموں سے کہا: قریب ہے کہ نہر کے مغربی حصہ میں بھی اس جنازے کے ساتھ ایسا سلوک کیا جائے گا پس اگر وہ وہاں سے گزرے تو تم لوگ غلاموں کے ساتھ نیچے اترو اور جنازے کو ان کے ہاتھوں سے لے لو ۔ اور اگر وہ منع کریں تو تم انہیں مارو اور انہیں منتشر کردو وہ کہتے ہیں جب جنازہ کو لے کر وہ وہاں سے گزرے تو یہ لوگ ان کی طرف بڑھے اور جنازے کو ان کے ہاتھ سے لے لیا اور انہیں مارا پیٹا اور ان کو منتشر کردیا اور جنازہ کو ایک چوراہے پر رکھا اور کچھ پکارنے والے یوں پکارنے لگے آگاہ ہوجاؤ! جو شخص طیب و پاک کے فرزند طیب موسیٰؑ بن جعفرؑ کو دیکھنا چاہتا ہے تو وہ باہر نکلے پس لوگ حاضر ہوگئے اور آپؑ کو غسل دیا، حنوط کیا، اور آپؑ کی تکفین ایک ایسے کفن سے کی گئی کہ جس میں ڈھائی ہزار دینار کی قیمت کی ایک یمنی چادر تھی جس پر پورا قرآن لکھا ہوا تھا ۔ پس وہ برہنہ پا آپؑ کے جنازےؑ پر آیا اور پیچھے اس حالت میں چلا کہ ماتمی لباس پہنے ہوئے اور گریبان چاک کئے ہوئے تھا اور قریش کی قبور تک آیا اور آپ علیہ السلام کو وہاں دفن کردیا اور رشید (ہارون) کو یہ خبر لکھ کر بھیجدی ۔ پس اس نے سلیمان بن ابی جعفر کو یہ لکھا ۔ اے

چچا تم نے صلہ رحم کیا خدا تمہیں جزائے خیر دے۔خدا کی قسم جو کچھ سندی بن شاہک ، لعنۃ اللہ علیہ نے کیا ہے وہ ہمارے حکم سے نہیں کیا ہے۔

ہم سے بیان کیا احمد بن زیاد ہمدانی رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا علی بن ابراہیم نے روایت کرتے ہوئے اپنے والد ابراہیم بن ھاشم سے انہوں نے محمد بن صدقہ عنبری سے انہوں نے کہا جب ابراہیم موسیٰ بن جعفر علیہما السلام وفات پاگئے تو ہارون الرشید نے طالبیہ کے بزرگوں ، عباسی سرداروں اور تمام اہل مملکت اور حکام کو جمع کیا اور ابوابراہیم موسیٰ بن جعفر علیہما السلام کے جسد کو سامنے کردیا اور کہا یہ موسیٰ بن جعفرؑ ہیں جو طبعی موت مرے ہیں اور میرے اور ان کے درمیان ایسی کوئی بات نہیں تھی جس کیلئے مجھے بارگاہ الہیٰ میں توبہ کرنے کی ضرورت پڑے یعنی ان کو قتل کرنے کی سازش ۔ پس ان کو آکر دیکھو پس آپؑ کے شیعوں میں سے ستر آدمی داخل ہوئے اور انہوں نے موسیٰ بن جعفر علیہما السلام کو دیکھا جبکہ ان پر زخم ، زہر یا گلا دبانے کا کوئی اثر نہیں تھا اور آپ کے ہاتھوں پر مہندی کے اثرات تھے پس سلیمان بن ابو جعفر نے آپؑ کے جسد کو اٹھا لیا اور آپ کے غسل و تکفین کا ذمہ لے لیا اور آپ کے جنازے میں برہنہ پا اور بغیر عمامہ کے برہنہ سر چلا۔

ہم سے بیان کیا جعفر بن محمد بن مسرور رحمہ اللہ علیہ نے انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے حسین بن محمد بن عامر نے روایت کرتے ہوئے معلی بن محمد بصری سے انہوں نے کہا مجھ سے بیان کیا علی بن رباط نے انہوں نے کہا میں نے علی بن موسیٰ الرضا علیہما السلام سے عرض کیا ہمارے پاس ایک ایسا مرد ہے جو یہ کہتا ہے کہ آپؑ کے والد بزرگوار علیہ السلام زندہ ہیں جبکہ آپؑ اس بارے میں بہتر جانتے ہیں ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا **سبحان اللہ** رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو مرگئے جبکہ موسیٰ بن جعفرؑ نہیں مرے ہیں ۔ ہاں خدا کی قسم بے شک وہ مرے ہیں اور ان کے اموال تقسیم کئے گئے اور ان کی کنیزوں نے دوسروں سے نکاح کیا۔

واقفہ فرقہ کا دعویٰ غیبت (امام) عسکری علیہ السلام کے بارے میں

پھر واقفہ فرقہ نے حسن بن علی بن محمد علیہما السلام کے بارے میں یہ دعویٰ کیا کہ غیبت ان پر واقع ہوئی ہے ۔ اور یہ اس لئے تھا کہ غیبت کا معاملہ ان کے نزدیک صحیح تھا لیکن مورد کے بارے میں وہ نادانی کر گئے اور آپؑ ہی کو مہدی قائم سمجھتے رہے پس جب آپ علیہ السلام کی وفات ثابت ہوگئی تو آپؑ کے بارے میں ان کا نظریہ باطل ہوگیا ۔ اور صحیح روایات سے جن کا ذکر ہم نے اس کتاب میں کیا ہے یہ ثابت ہوگیا کہ غیبت آپؑ کے فرزند کے ذریعے واقع ہوئی ہے نہ کہ آپؑ کے ذریعے ۔

حضرت امام حسنؑ بن علیؑ بن محمدؑ عسکری کی وفات کے ثبوت میں بعض روایات

ان میں سے ایک وہ ہے جسے ہم سے بیان کیا میرے والد اور محمد بن حسن بن احمد بن ولید رضی اللہ عنہما نے۔ ان دونوں نے کہا ہم سے بیان کیا سعد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ان لوگوں نے جو حسن بن علی بن محمد العسکری علیہم السلام کی وفات اور آپؑ کی تدفین میں حاضر تھے اور جن کی تعداد کو شمار نہیں کیا جاسکتا اور یہ ناممکن ہے کہ وہ سب کے سب جھوٹ پر متفق ہوجائیں۔ اور اس کے بعد ہم ماہ شعبان سنہ ۲۷۸ (ہجری) میں یعنی ابو محمد حسن بن علی عسکری علیہما السلام کی وفات کے اٹھارہ سال یا اس سے زیادہ کے بعد احمد بن عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان کے دربار میں پہنچے وہ ان دنوں بادشاہ کی طرف سے ضلع قم میں ٹیکس جمع کرنے پر مامور تھا۔ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ ناصبی اور ان (اہلبیتؑ) کے ساتھ بہت زیادہ دشمنی رکھنے والا تھا۔ وہاں آل ابو طالب میں سے جو لوگ سرمن رائے (سامراء) میں مقیم تھے ان کے عقیدے، مسلک، نیکی اور بادشاہ کے نزدیک ان کی منزلت کے بارے میں بات چھڑ گئی تو احمد بن عبیداللہ نے کہا میں نے علوی خاندان میں سے سرمن رائے (سامراء) میں کسی کو نہیں دیکھا نہ ہی پہچانا جو حسن بن علی بن محمد بن علی الرضا علیہم السلام کی طرح ہو۔ نہ ہی کسی ایسے شخص کے بارے میں سنا جو آپؑ کی طرح سیرت، سکون، پاکدامنی، ذہانت کی بدولت اپنے اہل بیت اور بادشاہ اور تمام بنی ہاشم کے نزدیک صاحب عزت ہو۔ نہ ہی اس بات میں کہ وہ لوگ اپنے عمر رسیدہ اور ذی قدروں پر آپ کو ترجیح دینے میں آپ کی طرح ہوں اسی طرح فوج کے سردار، وزراء، دربار کے کاتب اور عوام الناس بھی۔ ایک دن میں اپنے والد کے سرہانے کھڑا تھا وہ دن ان لوگوں کے ساتھ دربار لگانے کا دن تھا اتنے میں انکے دربان آئے اور ان سے کہا کہ ابن الرضا دروازے پر کھڑے ہیں۔ انہوں نے بلند آواز سے کہا کہ انہیں اجازت دے دیں پس ایک ایسا مرد داخل ہوا جو گندم گوں جن کی پتلی بڑی اور چوڑی تھی خوبصورت قد، حسین چہرہ، بہترین جسم اور نوجوان تھے وہ جلالت اور ہیبت کے مالک تھے۔ جب میرے والد کی نظر ان پر پڑی تو وہ اٹھے اور ان کی جانب چند قدم چلے اور میرے علم میں نہیں ہے کہ انہوں نے اس طرح کا سلوک بنی ہاشم میں سے یا فوج کے سرداروں میں سے یا ولی عہدوں میں سے کبھی کسی کے ساتھ کیا ہو۔ جب وہ ان کے قریب پہنچے تو انہیں گلے لگایا ان کے چہرے اور ان کے دونوں پہلوؤں کو بوسہ دیا اور ان کے ہاتھ کو پکڑ کر انہیں اس جائے نماز پر بیٹھا دیا جس پر وہ خود بیٹھے ہوئے تھے۔ اور خود ان کے پاس بیٹھ گئے جبکہ اپنا چہرہ ان کی جانب کیا ہوا تھا اور ان سے باتیں کرنے لگے اور ان کو کنیت سے پکارتے رہے اور بار بار یہ کہتے تھے کہ میری جان اور میرے ماں باپ آپؑ پر قربان ہوں۔ حالانکہ میں اس منظر سے بہت متعجب ہوا تھا اتنے میں دربان داخل ہوئے اور کہنے لگے کہ موفق آیا ہے۔ (موفق : خلیفہ معتمد علی اللہ احمد بن المتوکل کا بھائی اور اس کی فوج کا سردار تھا) اور جب بھی موفق کا میرے والد کے پاس آنا ہوتا تھا

تو یہ معمول تھا کہ اس کے دربان اور اس کے خاص سرداران فوج پہلے داخل ہوجاتے اور گھر کے دروازے سے لے کر میرے والد کے دربار تک صف لگائے کھڑے ہوجاتے تھے یہاں تک کہ وہ دربار میں داخل ہوجائے اور جب تک وہ داخل نہ ہوجاتا وہ ایسے ہی کھڑے رہتے تھے میرے والد لاپرواہی کے ساتھ ان کے (امام عسکریؑ) سامنے بیٹھے رہے اور باتیں کرتے رہے یہاں تک کہ اپنے خاص غلاموں کی طرف دیکھا پھر ان سے کہا اگر آپ چاہیں تو تشریف لے جایئے خدا مجھے آپ پر قربان کردے اے ابو محمد! پھر اپنے غلاموں سے مخاطب ہوئے کہ ان کو صف میں کھڑے لوگوں کے پیچھے لے جاؤ تاکہ امیر یعنی موفق انہیں دیکھ نہ لے ۔ پس وہ کھڑے ہوگئے اور میرے والد بھی کھڑے ہوگئے اور ان کے ساتھ گلے ملے اور چہرے کا بوسہ لیا اور وہ چلے گئے ۔ میں نے اپنے والد کے دربان اور غلاموں سے پوچھا ۔ تمہیں ہلاکت ہو یہ کون ہیں جن کے ساتھ میرے والد نے ایسا سلوک کیا؟ انہوں نے کہا یہ علوی خاندان کا ایک مرد ہے جن کو حسن بن علی کہا جاتا ہے اور ابن الرضا کے نام سے پہچانے جاتے ہیں پس میرے تعجب میں اور اضافہ ہوگیا ۔ پس وہ پورا دن ان کے بارے میں اور اپنے والد اور جو کچھ میں نے دیکھا تھا کے بارے میں بے چین اور مضطرب رہا یہاں تک کہ رات آگئی ان کی عادت یہ تھی کہ عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد امور مملکت سے متعلق جن باتوں کی ضرورت تھی اور جو کچھ بادشاہ کو پیش کرنے ہوتے تھے پر نظر ڈالنے کیلئے بیٹھ جاتے تھے جب انہوں نے نماز پڑھ لی اور دوسرے کاموں سے فارغ ہوگئے تو میں ان کے پاس گیا اور ان کے سامنے بیٹھ گیا ۔ انہوں نے مجھ سے کہا ۔ اے احمد کیا تمہیں کسی چیز کی ضرورت ہے؟ میں نے کہا ہاں اے بابا اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں اس کے بارے میں آپ سے سوال کروں گا؟ انہوں نے کہا ۔ اے میرے بیٹے میں نے تجھے اجازت دے دی اب جو تو پسند کرتا ہے مجھ سے کہو میں نے ان سے کہا اے بابا وہ مرد کون تھا جو صبح آپ کے پاس آیا تھا اور آپ نے تکریم و تجلیل اور احترام کا سلوک ان کے ساتھ کیا اور آپ بار بار اپنے آپ کو اور اپنے والدین کو ان پر قربان ہونے کی تمنا کررہے تھے ۔ انہوں نے کہا اے بیٹا وہ رافضیوں کے امام ہیں ۔ وہ ابن الرضا ہیں پھر ایک لمحہ خاموش رہے اور اس کے بعد بولے ۔ اے بیٹا اگر خلافت بنی العباس کے خلفاء سے زائل ہوجائے تو بنی ہاشم میں سے کوئی بھی اس کا مستحق نہیں ہوگا سوائے ان کے ۔ یہ تو اپنی فضیلت ، پاکدامنی ، وقار ، تسلط بر نفس ، زہد ، عبادت ، خوش اخلاقی اور نیکی کی بناء پر اس کے مستحق ہیں ۔ اگر تو ان کے پدر بزرگوار کو دیکھتا تو انہیں بھی ایک جلیل القدر ذہین ، نہایت نیک اور فاضل مرد پاتا ۔ اپنے بابا سے ان کے بارے میں یہ سنکر میری بے چینی اور فکر مندی اور باپ کے خلاف غم و غصہ میں اضافہ ہوا اب اس کے بعد میرے پاس سوائے اس کے کوئی اور مقصد نہیں تھا کہ میں ان کے بارے میں پوچھوں ، ان کے بارے میں تحقیق کروں پس میں نے بنی ہاشم سے اور قائدین فوج ، کاتبین ، قاضیوں فقہاء سے اور تمام لوگوں میں سے جس سے بھی ان کے بارے میں پوچھا میں نے یہی پایا کہ وہ ان کے نزدیک نہایت معزز اور مکرم اور اعلیٰ مقام اور حسن کلام والے ہیں اور وہ لوگ ان کو ان کے گھر والوں اور بزرگوں اور سب پر ترجیح

دیتے ہیں اور ہر ایک یہی کہتا ہے وہ رافضیوں کے امام ہیں پس ان کی منزلت میری نگاہ میں عظیم ہوگئی کیونکہ میں نے نہیں پایا ان کے کسی دوست یا دشمن کو مگر یہ کہ وہ ان کے بارے میں اچھی باتیں کرتا اور ان کی مدحت کرتا تھا۔

اس دوران اہل دربار میں بعض اشعرین نے ان سے کہا اے ابابکر ان کے بھائی جعفر کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ تو اس نے کہا جعفر کون ہے جس کے بارے میں پوچھنے کی ضرورت ہو یا اس کا ان کے ساتھ موازنہ کیا جائے۔ یقیناً جعفر علی الاعلان فسق وفجور کرنے والا، لاپرواہ اور بدترین شرابی ہے۔ اس جیسا آدمی میں نے کم ہی دیکھا ہے جو اپنی عزت کو پامال کرنے والا ہو۔

وہ احمق شرابی ہے، احساس حقارت میں گرفتار ہے اور نہایت ہلکی عقل کا ہے۔ خدا کی قسم حسن بن علی علیہما السلام کی وفات کے وقت جب وہ بادشاہ اور اس کے ساتھیوں پر وارد ہوا تو مجھے بالکل اس سے حیرت نہیں ہوئی اور یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ اس طرح کرے گا۔ ہوا یہ تھا کہ جب وہ (امام) بیمار ہوگئے اس نے میرے والد کے پاس آدمی بھیجا کہ ابن الرضا بیمار ہوگئے ہیں۔ پس اسی لمحہ وہ سوار ہوگئے اور دارالخلافہ کی طرف چل پڑے پھر نہایت عجلت میں واپس آگئے جبکہ ان کے ساتھ امیرالمومنین کے پانچ نوکر تھے سب کے سب اس کے معتمد اور خواص تھے ان میں سے ایک نحریر تھا۔ اور انہیں حکم دیا کہ وہ حسن بن علی علیہما السلام کے گھر پر پہرہ دیں اور ان کے حال چال سے باخبر رہیں اور اطباء کے ایک گروہ کو بلا بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ وہ مسلسل ان کے پاس آتے جاتے رہیں اور صبح و شام ان کی دیکھ بھال کرتے رہیں۔ اس کے دو دن کے بعد ایک آدمی یہ خبر لے کر آیا کہ وہ نہایت ضعیف اور کمزور ہوچکے ہیں تو وہ ان کے پاس جانے کیلئے چل پڑے یہاں تک کہ صبح تک ان کے پاس رہے پھر اطباء کو حکم دیا کہ وہ ان کے پاس رہیں۔ اس کے بعد قاضی القضات (چیف جسٹس) کو بلا بھیجا وہ دربار میں حاضر ہوا تو اسے حکم دیا کہ وہ ان کے اصحاب میں دس آدمی جن کی دیانت، امانتداری اور پرہیزگاری، قابل اعتماد ہو، کا انتخاب کرے۔ پس انہیں حاضر کیا گیا اور انہیں (امام) حسن (عسکری) علیہ السلام کے گھر بھیجا گیا اور انہیں حکم دیا گیا کہ دن رات وہ وہیں رہیں۔ یعنی وہ وہاں رکے رہے یہاں تک کہ آپ علیہ السلام وفات پاگئے۔ اور یہ ۲۶۰ھ ماہ ربیع الاول کے چند دن گزرنے کے بعد کی بات ہے۔ پس پورے سرمن رائے (سامراء) میں یہ پکار تھی کہ ابن الرضا فوت ہوگئے بادشاہ نے ان کے گھر تفتیش کیلئے آدمی بھیجے تاکہ وہ ایک ایک کمرہ کی تفتیش کریں۔ اور وہاں ہر چیز پر ان لوگوں نے مہر لگادی اس دوران ان لوگوں نے ان کے وارث اور بیٹے کو دیکھنا چاہا پس ایسی عورتوں کو لے کر آئے جو حاملہ عورت کی تشخیص کر سکتی تھیں پس وہ عورتیں آپ کی کنیزوں پر وارد ہوئیں انہوں نے ان کا معائنہ کیا ان میں سے بعض نے یہ بتایا کہ وہاں ایک کنیز ایسی ہے جو حاملہ ہے چنانچہ اس کو لانے کا حکم دیا گیا پس اس کو ایک کمرہ میں رکھ دیا گیا اور اس پر نحریر نامی خادم اور اس کے ساتھی اور چند عورتوں کو نگران قرار دیا گیا۔ پھر اس کے بعد آپ کی رسومات کی ادائیگی کیلئے تیاری شروع ہوگئی۔ تمام بازاروں کو

بند کردیا گیا ۔ میرے والد اور دیگر بنی ہاشم کے افراد ، فوج کے قائدین اور دربار کے کاتب اور تمام لوگ آپ کی تشیع جنازے میں شریک ہوئے پس اس دن سر من رائی (سامراء) میں قیامت جیسا منظر برپا تھا ۔ جب وہ رسومات سے فارغ ہوگئے تو بادشاہ نے ابو عیسیٰ ابن متوکل کو بلا بھیجا اور ان سے کہا گیا کہ وہ نماز جنازہ ادا کریں ۔ پس جب جنازے کو نماز کیلئے رکھا گیا تو ابو عیسیٰ اس سے نزدیک ہوئے اور آپؑ کے چہرے سے کفن ہٹا کر بنی ہاشم کے افراد ، یعنی علوی اور عباسی خاندان کے افراد فوج کے قائدین ، دربار کے کاتب ، تمام قاضیوں ، فقہاء اور معتبرینِ قوم کے سامنے پیش کیا اور کہنے لگا ۔ یہ حسن بن علی بن محمد بن الرضا ہیں جو اپنے بستر پر طبعی موت مرے ہیں اور امیرالمومنین کے نوکروں اور خادموں اور ان کے قابل اعتماد لوگوں سے فلاں فلاں اور اطباء میں سے فلاں فلاں اور قاضیوں میں سے فلاں فلاں اس وقت موجود تھے ۔ یہ کہہ کر انہوں نے ان کے چہرے کو ڈھانپ دیا اور کھڑے ہو کر نماز پڑھائی اور پانچ تکبریں کہیں پھر جنازے کو اٹھانے کا حکم دیا گیا پس ان کے گھر سے جنازہ اٹھا لیا گیا اور وہاں دفن کردیا گیا جہاں ان کے والد دفن کئے گئے تھے ۔

جب دفن کے بعد لوگ منتشر ہوگئے تو سلطان اور اس کے ساتھی ان کے فرزند اور بیٹے کی تلاش میں بے چین ہوگئے ۔ اور گھروں پر چھاپہ مارا گیا ۔ پھر ان کی میراث کو تقسیم کرنے کے سلسلے میں توقف کیا گیا ۔ اور وہ کنیز جس کے بارے میں حاملہ ہونے کا شبہ اور وہم انہیں لاحق ہوگیا تھا اس کی دو سال سے زیادہ نگرانی وہی لوگ کرتے رہے جو اس کام پر مامور کئے گئے تھے اس کے بعد ان کی میراث کو ان کی والدہ اور انکے بھائی جعفر کے درمیان تقسیم کیا گیا تو ان کی والدہ نے میراث کے بارے میں وصیت کا دعویٰ کیا اور یہ بات قاضی کے پاس ثابت ہوگئی ۔ اور بادشاہ اس بہانہ ان کے بیٹے کی تلاش میں مسلسل رہا۔میراث کی تقسیم کے بعد جعفر میرے والد کے پاس آئے اور ان سے کہا مجھے میرے والد اور میرے بھائی کا درجہ اور مقام دے دو میں ہر سال بیس ہزار دینار تم کو پہنچاؤں گا تو میرے والد نے اسے ڈانٹ پلائی اور کہا جا بے وقوف اور احمق کہ بادشاہ ، خدا اسے عزت دے ان لوگوں پر تلوار اور کوڑے برسائے جو یہ گمان رکھتے تھے کہ تیرا والد اور تیرا بھائی امام ہیں تاکہ اس طرح انہیں اس بات سے پلٹا دے تو وہ اس بات پر قادر نہ ہوا اور وہ انہیں ان دونوں کے بارے میں اس عقیدہ اور نظریہ سے روگرداں نہ کرسکا اور اپنی سی کوشش بھی کرڈالی کہ تمہارے باپ اور بھائی کو اس مرتبہ اور منزلت سے ہٹا دے پس وہ ایسا نہ کرسکا ۔ اگر تم اپنے باپ اور بھائی کے پیروکاروں کے نزدیک امام ہو تو تمہیں اس بات کی ضرورت نہیں ہے کہ بادشاہ یا کوئی اور تمہیں ایسا رتبہ اور مقام دیدے ۔ اور اگر ایسا رتبہ اور منزلت تمہیں ان کے پاس حاصل نہیں ہے تو ہمارے ذریعے بھی تمہیں یہ چیز حاصل نہیں ہوگی ۔ (میرے والد) نے اس کے بعد اسے پست اور بے حیثیت قرار دیا اور حکم دیا کہ دوبارہ اسے دربار میں آنے سے منع کیا جائے پس اسے میرے والد کے پاس آنے کی اجازت نہیں دی جاتی تھی یہاں تک کہ میرے والد مرگئے اور ہم وہاں سے نکل گئے ۔

صورتحال ویسی کی ویسی رہی اور بادشاہ آج تک حسن بن علی علیہما السلام کے بیٹے کی تلاش میں لگا ہوا ہے۔

پس موت کے واقع ہونے میں اس سے بالاتر اور کوئی چیز ہے؟ اور یہ کیسے ممکن ہے کہ آنکھوں دیکھے کو مسترد کریں اور اس کو جھٹلائیں۔ اور بادشاہ ان کے بیٹے کی تلاش میں اس لئے باز نہیں آتا تھا کیونکہ اس کے کان میں یہ خبر پہنچ چکی تھی کہ ان کا کوئی بیٹا ہوچکا ہے۔ اور وہ اپنے والد کی وفات سے چند سال پہلے پیدا ہوا ہے اور انہوں نے اپنے اصحاب کے سامنے بیٹے کو پیش کرکے ان سے کہا ہے کہ یہ میرے بعد تمہارا امام ہوگا اور تم پر میرا جانشین ہوگا پس اس کی اطاعت کرو اور میرے بعد متفرق نہ ہونا اگر ایسا کروگے تو اپنے دین کے بارے میں ہلاکت میں پڑ جاؤ گے اور یہ بھی کہ تم لوگ اس کے بعد ان کو نہ دیکھو گے۔ پھر انہیں غائب کردیا اور ان کو ظاہر نہیں کیا اسی لئے بادشاہ اس کی تلاش سے باز نہیں آتا تھا۔

اور مروی ہے کہ اس امر (غیبت) کا مالک وہی ہے جس کی ولادت لوگوں پر مخفی اور پوشیدہ ہوگئی اور وہ لوگوں کی نظروں سے غائب ہوگئے تاکہ جب وہ ظہور کریں تو ان کی گردن پر کسی کی بیعت نہ ہو اور وہ وہی ہیں جن کی وراثت تقسیم ہوگی جبکہ وہ خود زندہ ہونگے۔ اور میں نے اس سلسلے میں روایت کو اس کتاب میں اپنے مقام پر سند کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس روایت کو بیان کرنے سے ہماری مراد یہ تھی کہ ہم حسن بن علی علیہما السلام کی موت کے واقع ہونے کو ثابت کریں۔ پس جب غیبت کے واقع ہونے کے سلسلے میں محمد بن حنفیہ، امام جعفر بن محمد الصادق، امام موسیٰ بن جعفر اور امام حسن بن عسکری علیہم السلام کے بارے میں جو کچھ دعویٰ کیا گیا تھا وہ غلط اور باطل ثابت ہوا اور وہ اس طرح کہ ان کی وفات کا وقوع پایہ ثبوت کو پہنچا تو ثابت ہوا کہ یہ غیبت ان پر واقع ہوئی ہے جن کے بارے میں پیغمبر خدا اور گیارہ ائمہ علیہم الصلوۃ والسلام نے نص اور صراحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور وہ حجتہ بن الحسن بن علی بن محمد العسکری علیہم السلام ہیں اور میں نے اس بارے میں روایات کو سند کے ساتھ اس کتاب میں آپ صلوات اللہ علیہ کے بارے میں بیان شدہ نصوص کے ابواب میں ذکر کیا ہے۔

حضرت قائم علیہ السلام کے بارے میں ہم سے سوال کرنے والا ان دوباتوں سے خالی نہیں ہے یا تو وہ ہمارے گیارہ اماموں علیہم السلام کو ماننے والا ہے یا ان کے امامت کا قائل نہیں ہے؟ اگر وہ ان کی امامت کا قائل ہے تو اس کے لئے ضروری اور واجب ہے کہ بارہویں امام کی امامت کا بھی قائل ہوجائے کیونکہ آپؑ کے پدران جو ائمہ علیہم السلام ہیں کی طرف سے آپ کے نام اور نسب کے متعلق نصوص موجود ہیں۔ اور ان کے شیعوں کا بھی اس بات پر اجماع ہے کہ وہ امام ہیں اور وہی قائم ہیں جو اپنی طویل غیبت کے بعد ظہور فرمائیں گے اور زمین کو عدل و قسط سے بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔ اور اگر پوچھنے والا گیارہ اماموں کو ماننے والوں میں سے نہ ہو تو ہمارے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ ہم بارہویں قائم امام علیہ السلام کے بارے میں اس کو کوئی جواب دیں بلکہ اس کے اور ہمارے

درمیان آپؑ کے گیارہ آباء جو ائمہ علیہم السلام ہیں کی امامت کو ثابت کرنے کے بارے میں بات ہوگی اور یہ اس طرح ہے جیسے اگر کوئی یہودی ہم سے پوچھے کہ کیوں ظہر کی نماز چار رکعت، عصر کی چار رکعت، عشاء کی چار رکعت، صبح کی دو رکعت اور مغرب کی تین رکعتیں ہوگئیں؟ تو ہم پر اس بارے میں کوئی جواب دینا ضروری نہیں ہے بلکہ ہمیں یہ حق پہنچتا ہے کہ ہم اس سے کہیں کہ تم تو اس نبی کی نبوت کے منکر ہو جس نے یہ نمازیں اور ان کی رکعتوں کی تعداد ہم تک پہنچائی ہے پس تم ہم سے اس کی نبوت کے بارے میں بات کرو اگر نبوت ثابت نہیں ہوگی تو یہ نمازیں بھی ثابت نہیں ہونگی اور اسکے بارے میں پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں ہے اور اگر ان کی نبوت ثابت ہوگئی تو تمہیں ان نمازوں کا انہی تعداد کے ساتھ فرض ہونے کا اقرار کرنا پڑے گا کیونکہ ان کو لانے والے کی درستگی ثابت ہوچکی ہے اور اس کی امت کا بھی اس پر اتفاق رائے ہے خواہ تم اس بارے میں علت کو جانو یا نہ جانو اور یہی جواب ہو بہو حضرت قائم علیہ السلام کے بارے میں پوچھنے والے کے لئے ہے۔

ایک اعتراض کا جواب

کبھی حکمت کے آثار سے نابلد ملت کے مفاد میں اور صحیح تدبیر سے غافل اعتراض کرنے والا یہ اعتراض کرے کہ غیبت تمہارے زمانہ کے امام کے ذریعے کیوں واقع ہوئی اور کیوں ان کے گزشتہ آباء جن کو تم ائمہ گمان کرتے ہو کے ذریعے واقع نہیں ہوئی؟ حالانکہ ہم آل محمد علیہم السلام کے شیعوں کو اس زمانے میں بہتر حالت میں پاتے ہیں اور ان کی زندگی فراخی میں ہے بہ نسبت بنی امیہ کے زمانے کے جب کہ اس دوران ان کو اس بات پر مجبور کیا جارہا تھا کہ وہ امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے بیزاری کا اظہار کریں اور اسی طرح کے ناگوار حالات جیسے قتل اور دھمکی سے دو چار تھے۔ اور وہ ان حالات میں محفوظ اور سلامتی کے ساتھ ہیں اور ان کے پیروکار زیادہ ہورہے ہیں اور ان کے انصار کثرت پارہے ہیں اور حکومتوں کے اکابرین اور بادشاہوں کے قرابتداروں کے ان سے محبت کی وجہ سے ان کے نام ظاہر اور آشکار ہیں۔

میں اس کے جواب میں کہتا ہوں۔ اور اللہ ہی سے توفیق ملتی ہے۔ یقیناً جہالت غافلوں اور جھٹلانے والوں اور شک و شبہ میں مبتلا لوگوں سے زائل نہیں ہوتی۔ ہماری گزشتہ گفتگو میں یہ بات گزر گئی کہ اللہ کی حجتوں علیہم السلام کا ظہور اور ان کا پوشیدہ ہونا حکمت کے مطابق ہوتا ہے اور یہ اہل ایمان کے لئے امکان اور تدبیر کے حساب سے ہوتا ہے۔ اور جب معاملہ ایسا ہے تو صاحبان رائے اور تمیز یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس وقت معاملہ، اگرچہ صورتحال ویسی ہے جیسی بیان کی گئی، گزشتہ ائمہ علیہم السلام کے زمانوں سے زیادہ سخت اور شدید ہے اور وہ اس طرح کہ گزشتہ ائمہ ہر وقت اپنے شیعوں اور اپنی ولایت کے ماننے والوں اور لوگوں میں سے جو ان کی طرف مائل تھے کو خفیہ طور پر یہ بات بتاتے